بیوٹی پارلر میں موجود میک اپ پر زکوٰۃ

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 72

تاریخ اجراء: 18ذوالحجۃالحرام1442ھ29جولائی2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بیوٹی پارلر میں میک اپ کے لئے رکھے ہوئے سامان کہ جس سے دلہا، دلہن وغیرہ کو تیار کیا جاتا ہے، اس پر زکوۃ لازم ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب جاننے سے قبل تمہیداً یہ قاعدہ سمجھ لیجئے کہ پیشہ وروں کے پاس کام میں استعمال ہونے والے آلات یا سامان تین طرح کا ہوتا ہے۔(1) جسے باقی رکھ کر نفع اٹھایا جاتا ہے۔(2) جسے ہلاک کرکے نفع اٹھایا جاتا ہے اور کام میں اس کا عین یا اثر باقی نہیں رہتا۔(3) جسے ہلاک کرکے نفع اٹھایا جاتا ہے، لیکن کام میں اس کا عین یا اثر باقی رہتا ہے۔ان میں سے پہلی دو قسموں کے سامان پر زکوۃ واجب نہیں، جبکہ تیسری قسم کے سامان پر زکوۃ واجب ہے۔

اس تفصیل کے بعد غور کیا جائے، تو بیوٹی پارلر میں میک اپ کے دوران استعمال ہونے والی اشیاء بھی تین طرح کی ہوتی ہیں، جن کی تفصیل اور حکم درج ذیل ہے:

(1) جنہیں باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً میک اپ میں استعمال ہونے والے مختلف برش، تھریڈنگ اور بالوں کو ڈائی کرنے والی مشینری وغیرہ۔

(2) جنہیں ہلاک کرکے نفع اٹھایا جاتا ہے اور کام میں ان کا عین یا اثر باقی نہیں رہتا، جیسے مساج اور فِشل میں استعمال ہونے والی کریمیں، کہ وقتی طور پر فِشل/مساج کرکے انہیں اتار دیتے ہیں اور بدن پر ان کا اثر بھی باقی نہیں رہتا، کیونکہ ان کریموں کو چہرے/بدن کی میل چھڑانے اور کیل مہاسے وغیرہ ختم کرنے کے بعد اتار دیا جاتا ہے۔

ان دونوں قسموں کے سامان پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، اگرچہ اس کی مالیت بہت زیادہ ہو اور اس پر سال بھی گزر چکا ہو، کیونکہ یہ مال تجارت نہیں۔

(3) جنہیں ہلاک کر کے نفع اٹھایا جاتا ہے، لیکن کام میں ان کا عین یا اثر باقی رہتا ہے، جیسے بیس پاؤڈر، لپ اسٹک، کاجل، آئی لائنر، نیل پالش، مہندی، مصنوعی پلکیں اور ناخن وغیرہ، کہ ان کا عین یا اثر بدن پر باقی رکھ کر زینت حاصل کی جاتی ہے۔اس قسم کے سامان پر زکوۃ فرض ہوگی، بشرطیکہ زکوۃ فرض ہونے کی تمام شرائط پائی جائیں، کیونکہ یہ اشیا مال تجارت میں سے ہیں۔

وضاحت: جس چیز کا عین یا اثر کام میں باقی رہتا ہے، اس پر فرضیتِ زکوۃ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کام کے بدلے ملنے والی اجرت کا کچھ حصہ اس عین یا اس کے اثر کے مقابلے میں بھی ہوتا ہے، گویا کام کرنے والا اپنی محنت کے ساتھ ان چیزوں کو بھی بیچ رہا ہوتا ہے، لہذا ان چیزوں کا شمار مالِ تجارت میں سے ہوگا اور مالِ تجارت پر زکوۃ فرض ہوتی ہے۔البتہ جس چیز کا عین یا اثر کام میں باقی نہیں رہتا، اس میں اجرت عین یا اثر کے مقابلے میں نہیں ہوتی، بلکہ فقط محنت کے عوض ہوتی ہے، لہذا ایسی چیزوں کے مالِ تجارت نہ ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ بھی لازم نہیں ہوگی۔

مالِ تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ چنانچہ سننِ ابی داؤد میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: ”فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للبیع“ ترجمہ: پس بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس چیز کی بھی زکوٰۃ ادا کریں جس کو ہم تجارت کے لئے مہیا کریں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب العروض اذا کانت للتجارۃ، ج1، ص228، مطبوعہ لاھور)

درر اور اس کی شرح غرر میں زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں ہے: ”فارغ۔۔عن الحاجۃ الاصلیۃ۔۔فلا تجب ۔۔فی دور السکنی۔۔وآلات المحترفین“ ترجمہ: (زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ)نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو، پس رہائشی گھروں اور پیشہ وروں کے آلات میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ (درر مع شرح غرر، ج1، ص172، مطبوعہ، دار احیاء الکتب)

”آلات المحترفین“ کے تحت حاشیہ شرنبلالی میں ہے: ”المراد بھا ما لا یستھلک عینہ فی الانتفاع کالقدوم والمبرد او ما یستھلک ولا تبقی عینہ کصابون وحرض لغسال حال علیہ الحول ویساوی نصابا، لان الماخوذ بمقابلۃ العمل، اما لو اشتری ما تبقی عینہ کعصفر وزعفران لصباغ ودھن وعفص لدباغ فان فیہ الزکوۃ، لان الماخوذ فیہ بمقابلۃ العین“ ترجمہ: ان سے مراد ایسے آلات ہیں جن سے نفع اٹھانے میں عین ہلاک نہیں ہوتا، جیسے بڑھئی کا تیشہ اور رندا۔ یا جو ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کا عین باقی نہیں رہتا جیسا

کہ صابون اور اشنان کپڑے دھونے والے کے لئے، ان پر سال گزر جائے اور یہ نصاب کے برابر ہوں (تب بھی زکوٰۃ لازم نہیں) کیونکہ اجرت کام کے بدلے میں ہے۔ بہر حال ایسی چیز خریدی جس کا عین باقی رہتا ہے جیساکہ رنگریز کے لئے عصفر (ایک زرد رنگ کی بوٹی جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) اور زعفران اور دباغت کرنے والے کے لئے تیل اور مازو (ایک قسم کی دوا جو سیال شے کو گاڑھا کر دیتی ہے)، تو ان میں زکوٰۃ ہو گی، اس لئے کہ اجرت عین کے مقابلے میں (بھی) ہے۔ (حاشیہ شرنبلالی مع درر شرح غرر، ج 1، ص 173، مطبوعہ، دار احیاء الکتب)

بدائع الصنائع میں ہے: ”واما الاجراء الذين يعملون للناس نحو الصباغين والقصارين والدباغين اذا اشتروا الصبغ والصابون والدهن ونحو ذلك مما يحتاج اليه في عملهم ونووا عند الشراء ان ذلك للاستعمال في عملهم، هل يصير ذلك مال التجارة؟ روى بشر بن الوليد عن ابي يوسف ان الصباغ اذا اشترى العصفر والزعفران ليصبغ ثياب الناس فعليه فيه الزكاة، والحاصل ان هذا على وجهين: ان كان شيئا يبقى اثره في المعمول فيه كالصبغ والزعفران والشحم الذى يدبغ به الجلد، فانه يكون مال التجارة، لان الاجر يكون مقابلة ذلك الاثر وذلك الاثر مال قائم، فانه من اجزاء الصبغ والشحم، لكنه لطيف، فيكون هذا تجارة، وان كان شيئا لا يبقى اثره في المعمول فيه مثل الصابون والاشنان والقلي والكبريت، فلا يكون مال التجارة، لان عينها تتلف ولم ينتقل اثرها الى الثوب المغسول، حتى يكون له حصة من العوض، بل البياض اصلي للثوب يظهر عند زوال الدرن، فما يا خذ من العوض يكون بدل عمله، لا بدل هذه الآلات، فلم يكن مال التجارة“ ترجمہ: بہر حال کاریگر جو لوگوں کے کام کرتے ہیں جیسے رنگریز، دھوبی اور کھالوں کی دباغت کرنے والے، جب یہ رنگ، صابون، تیل اور ان جیسی دیگر چیزیں خریدیں کہ جن کی انہیں اپنے کام میں ضرورت پڑتی ہے اور ان چیزوں کو خریدتے وقت یہ نیت کریں کہ یہ ان کے کام میں استعمال کے لئے ہیں، تو کیا یہ مالِ تجارت ہوں گی؟ بشر بن ولید نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ بیشک رنگریز نے عصفر اور زعفران خریدا، تاکہ وہ اس سے لوگوں کے کپڑے رنگے، تو اس پر زکوٰۃ لازم ہو گی اور حاصل یہ ہے کہ بیشک یہ مسئلہ دو صورتوں پر مشتمل ہے: ایک یہ کہ اگر وہ ایسی چیز ہو کہ کام میں اس کا اثر باقی رہے جیساکہ رنگ، زعفران اور وہ چربی جس سے کھالوں کی دباغت کی جاتی ہے، پس یہ مالِ تجارت ہو گا، کیونکہ یہاں اجرت اس اثر کے مقابلے میں (بھی) ہو گی اور یہ اثر مال ہے جو (کپڑے اور کھال کے ساتھ) قائم ہے، کیونکہ یہ رنگ اور چربی کے اجزاء ہیں، لیکن بہت باریک ہیں، پس یہ مالِ تجارت ہو گا۔ اور اگر وہ ایسی چیز ہے کہ کام میں اس کا اثر باقی نہ رہے جیسے صابون

،اشنان، قلی (ایک قسم کے کھار کا نام ہے، جو اسی نام کے ایک پودے کی راکھ سے بنایا جاتا ہے) اور گندھک، تو یہ مالِ تجارت نہیں، کیونکہ ان کا عین ہلاک ہو جائے گا اور ان کا اثر دھلے ہوئے کپڑے کی طرف منتقل نہیں ہو گا، یہاں تک کہ عوض میں سے ایک حصہ اثر کے مقابلہ میں ہو، بلکہ کپڑے کی سفیدی اصلی ہے، جو کپڑے سے میل ختم ہونے کے وقت ظاہر ہو گی، پس وہ جتنا بھی عوض لے گا وہ اس کے کام کا بدل ہو گا، نہ کہ ان آلات کا بدل، لہذا یہ مالِ تجارت بھی نہیں ہو گا۔ (بدائع الصنائع، ج2، ص95، مطبوعہ کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net